تقویٰ

آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای

تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ خداوند عالم نے انسان پر جن امور کو فرض کیا ہے انسان انہیں انجام دے یعنی واجبات کو ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے، یہ تقوی کا پہلا مرتبہ ہے، تقویٰ ایک ایسی صفت ہے کہ اگر کسی قوم کے دل میں گھر کرلے تو اس صورت میں وہ قوم اس مضبوط قلعے کی مانند ہوجاتی ہے جس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔

عام طور پر جب تقویٰ کا تصور ذہن میں آتا ہے تو ساتھ ساتھ نماز روزہ، عبادت، دعا وغیرہ کی تصویر بھی ابھر آتی ہے، صحیح ہے کہ یہ تمام مذکورہ امور تقویٰ کے دائرے میں آتے ہیں، لیکن انہی کو تقویٰ سمجھنا صحیح نہیں ہے، تقویٰ یعنی اپنے امور کی نگہداری کرنا یعنی اگر انسان کوئی فعل انجام دے رہا ہو تو جانتا ہو کہ کیا کررہا ہے، اگر کسی فعل کو انجام دے تو اپنے ارادے، فکر اور حسن انتخاب سے انجام دے، بالکل اس طرح جس طرح کوئی گھوڑسوار گھوڑے پر سواری کرتے وقت اپنی منزل اور مقصد سے آگاہ ہوتا ہے۔

تقویٰ کیا ہے اور اس کو زندگی کے مختلف گوشوں میں کس طرح رچایا، بسایا جاسکتا ہے؟ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ گناہ، خطا، صراط مستقیم سے انحراف اور ہویٰ وہوس سے اجتناب کیا جائے اور خدا کی طرف سے عائد شدہ احکام پر عمل پیرا رہا جائے، زندگی کے تمام مختلف شعبوں میں اسی وقت کامیاب اور سرفراز ہوا جاسکتا ہے جب باتقویٰ زندگی گزاری جائے، تقویٰ ہر کامیابی کا راستہ اور ضمانت ہے، تقویٰ فقط دین سے مربوط نہیں ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ دینی تقویٰ واضح اور روشن ہے۔

اس بچے سے لے کر جو ابھی تحصیل علم کررہا ہے، اس خاتون تک جو امور خانہ داری انجام دے رہی ہے، سبھی کو باتقویٰ ہونا چاہیے تا کہ سب راہ مستقیم اختیار کرسکیں اور اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

ایک نوجوان اپنے آس پاس کے مخصوص ماحول اور معاشرے میں تقویٰ کے بغیر اپنے تحصیل علم کے ہدف تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا، اس نوجوان کو چاہیے کہ غلطیوں اور ہویٰ وہوس اور ان تمام سرگرمیوں سے اجتناب کرے جو اس کو اس کے ہدف تک پہنچنے سے روکتی ہوں، یہی اس کا تقویٰ ہے، اس طرح گمراہی میں ڈوبے ہوئے ایک عورت اور گھر کے باہر ایک مرد پر بھی یہی کلیہ اور قانون جاری ہے۔

ایک مومن اگر چاہتا ہے کہ راہ خدا اور صراط مستقیم کا سفر طے کرے تو اس کے لئے لازم ہے کہ تقویٰ اختیار کرے، یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر وہ خوشنودی خدا اور نورانیت الٰہی سے مستفید ہوسکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معنویت کے اعلیٰ مراحل بھی طے کرسکتا ہے نیز دین خدا کی سربراہی تک رسائی بھی حاصل کرسکتا ہے۔

متقین کی عاقبت

''اتقوا'' قرآن کریم کا حکم ہے، یہی وہ تقویٰ ہے جس کے ذریعے تمام امور تک دسترس حاصل کی جا سکتی ہے، اگر قرآن کریم کے اس مذکورہ حکم پر غور کیا جائے تو تمام عقلی استدلال اور براہین کو عام فہم زبان میں بیان کیا جا سکتا ہے حتی مسائل غیبی اور ماورائے فطرت و طبیعت امور کو بھی عوام کے لئے واضح کیا جا سکتا ہے۔

تقویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ کوئی بھی شخص یا معاشرہ اگر تقوی اختیار کرلے تو پھر کسی بھی میدان میں داخل ہو جانے پر اس میدان کو سر کر لے گا، ''والعاقبة للمتقین''، اس عظیم تاریخی اور کائناتی سفر کا سر انجام متقین پر ہونے والا ہے، دنیا و آخرت دونوں متقین سے متعلق ہیں۔

امام خمینی اگر متقی نہ ہوتے تو کسی بھی قیمت پر اپنی شخصیت کو ہزارہا دوسرے افراد کے لئے محور قرار نہیں دے سکتے تھے اور نہ ہی انقلاب لا سکتے تھے، یہ تقویٰ ہی تھا جس نے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔

> اس بچے سے لے کر جو ابھی تحصیل علم کر رہا ہے، اس خاتون تک جو امور خانہ داری انجام دے رہی ہے، سبھی کو با تقویٰ ہونا چاہیے تا کہ سب راہ مستقیم اختیار کر سکیں اور اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

تقویٰ، زندگی کے تمام شعبوں میں موثر

تقویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ زندگی کے تمام شعبوں میں موثر ہوتا ہے، قرآن مجید میں بارہا تقویٰ سے متعلق تذکرہ ہوا ہے، یہ سب اس لئے نہیں ہے کہ انسان اس دنیا سے چلا جائے تو خداوند عالم اجر و ثواب عنایت کرے گا، بلکہ تقویٰ اس دنیا کے لئے نعمت شمار کیا گیا ہے، اگر ہماری موجودہ زندگی کا انجام بخیر و خوبی ہو گیا تو اس پر ہماری آخرت کا بھی انحصار ہے، تقویٰ کا نہ ہونا اس بات کا سبب بن جاتا ہے کہ انسان غفلت اور کوتاہی کا شکار ہو جائے اور یہ غفلت و کوتاہی انسان کو اوندھے منہ زمین پر پٹخ دیتی ہے۔

تقویٰ، انسان اور صراط مستقیم

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

''اوصیکم عباد ا بتقوی ''اے بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں، ''واغتنام طاعتہ'' اور وصیت کرتا ہوں کہ اطاعت خدا کو غنیمت شمار کرو، ''ما استطعتم'' جس حد تک کہ تمہارے اندر قدرت و توانائی ہو'' فی هذه الایام الخالیة الفانیة'' اس جلدی گزرنے والی فانی دنیا میں جتنا ممکن ہو اطاعت خدا کرو، ''واعداد العمل الصالح الجلیل یشفی به علیکم الموت'' اور عمل صالح کے ذریعہ ان تمام مشکلات و مصائب کا سد باب کرو کہ جنہیں موت تمہارے اوپر طاری کردے گی۔

موت کی سختیوں اور مشکلات کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اولیائے خدا اور بزرگان دین موت سے مقابلے کے خوف سے لرزہ براندام ہو جاتے تھے، موت کے بعد عالم برزخ کے حوادث علماء اور اولیاء کہ جو کسی حد تک ان حوادث و مصائب کی سختیوں کے آشنا ہوتے ہیں کو لرزا کر رکھ دیتے تھے، ان مشکلات اور سختیوں سے مقابلے کی فقط ایک ہی راہ ہے اور وہ ہے عمل صالح، ''وامرکم بالرفض لهذه الدنیا التارکة لکم'' فرماتے ہیں کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس دنیا کی رنگینیاں اور آتی جاتی خوشیاں جو تمہیں ایک دن چھوڑ جائیں گی، کو ابھی سے خیر باد کہہ دو، حد سے بڑھ کر مادیات دنیا کی طرف مت بھاگو کیونکہ ''الزائلة عنکم'' یہ

سب چلی جانے والی ہیں،" و ان لم تکونوا تحبون ترکھا " درحالیکہ تم نہیں چاہتے کہ یہ مال اور عیش وعشرت تمہیں چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے حالانکہ یہ ہو کر رہے گا،" والمبیلة لاجساد کم و ان احببتم تجدیدھا " یہ دنیا تمہارے جسموں کو خاک میں ملا کر نیست و نابود کر دے گی اگر چہ تم یہی چاہتے ہو کہ دوبارہ زندہ ہو جائیں،" فانما مثلکم کرکب سلکوا سبیلاً فکانھم قد قطعوا و افضوا الی علم فکانھم قد بلغوہ " تم ایک راستہ پر تیزی کے ساتھ آگے بڑھے جا رہے ہو کہ تمہیں دور کسی ایک نشانے تک پہنچنا ہے لیکن تم اس نشانے کو ابھی واضح اور روشن طور پر نہیں دیکھ پا رہے ہو، ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ جب تم خود بخود اس تک پہنچ جاؤ گے، یہ راستہ، یہی فانی دنیا ہے اور وہ نشانہ اور منزل وہی موت اور اجل ہے جس کو آنا ہی آنا ہے " فلاتنافسوا فی عز الدنیا و فخرھا "اس دنیا کی ظاہری عزت اور جاہ و جلال کے لئے ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور جھگڑا نہ کرو،" ولا تجزعوا من ضراعھا و بوسھا " دنیا کی ان مختصر سی سختیوں اور پریشانیوں سے تھکان اور خستگی محسوس نہ کرو،" فان عز الدنیا و فخرھا الی انقطاع " دنیا کی عزت اور فخر و حشمت ختم ہو جانے والا ہے،" و ان زینتھا و نعیمھا الیار تجاع " زیبائی و خوبصورتی اور یہ نعمتیں گذر جانے والی ہیں، یہ جوانی، حسن اور خوبصورتی بڑھاپے اور بدصورتی میں تبدیل ہو جائیں گی،" وان ضراعھا وبوسھا الی نفاذ "اور یہ سختیاں اور پریشانیاں بھی ختم ہو جائیں گی،" و کل مدة منھا الی منتھا "اس کائنات کا یہ زمان و مکان روبہ زوال اور ختم ہو جانے والا ہے،" و کل حی فنیھا الی بلی " تمام جانداران موت کی آغوش میں سو جانے والے ہیں۔

یہ جملے اس ذات بابرکت کی زبان مبارک سے جاری ہوئے ہیں جس کا نام علی ہے، وہی علیؑ جو اپنے ہاتھوں سے کھیتی کرتے تھے اور کنویں کھودتے تھے، یہ جملے اس وقت کے ہیں جب آپ حکومت فرما رہے تھے، دنیا کے ایک بڑے حصے پر آپ کی حکومت تھی، آپ نے جنگیں بھی لڑی ہیں، صلح بھی کی ہے، سیاست بھی کی ہے، بیت المال بھی آپ کی نگرانی میں تقسیم ہوتا تھا، ان سب کے باوجود بھی آپ متقی تھے، لہٰذا تقوی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا سے قطع تعلق کر دیا جائے، تقوی سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی ذات کو تمام دنیاوی اور مادی امور کا محور قرار نہ دے، اپنی خاطر اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو صرف نہ کرے، اپنی زندگی کے لئے دنیا کو جہنم نہ بنائے، مال، عیش و عشرت اور آرام و سکون کی خاطر دوسرے ہزارہا افراد کی زندگیوں کا سودا نہ کرے۔

تقوی یعنی یہ کہ اپنی ذات سے صادر ہونے والے تمام امور پر سخت نظر رکھی جائے، کوئی بھی قدم اٹھایا یا فیصلہ لیا جائے تو یہ خیال مدنظر رہے کہ کہیں اس سے خود یا دوسرے افراد یا معاشرے کو نقصان تو نہیں پہنچ رہا ہے

> تقویٰ کا ماحصل یہ ہے کہ کوئی بھی شخص یا معاشرہ اگر تقوی اختیار کر لے تو پھر کسی بھی میدان میں داخل ہو جانے پر اس میدان کو سر کر لے گا۔

تقوی تمام برکات کا سرچشمہ

اگر کوئی فرد یا قوم باتقوی ہو جائے تو تمام خیر و برکات دنیا و آخرت اس فرد یا قوم کا خاصہ ہو جائیں گی، تقوی کا ماحصل فقط یہ نہیں ہے کہ رضائے خدا حاصل کر لی جائے یا جنت کا دروازہ اپنے اوپر کھول لیا جائے بلکہ تقوی کا فائدہ اس دنیا میں بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، باتقوی معاشرہ اس دنیا میں بھی خدا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے، تقوی کے ذریعے دنیاوی عزت کے ساتھ ساتھ امور دنیا سے متعلق علم بھی خداوند عالم کی جانب سے عنایت کر دیا جاتا ہے، باتقوی معاشرہ کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ ایسے معاشرے کی فضا سالم، محبت آمیز اور حسد و نفاق و تعصاب سے پاک ہوتی ہے۔

تقویٰ کے ذریعے ہی قدرت خدا کا حصول

ایمان، تقویٰ اور عمل صالح اس بات کی ضمانت ہیں کہ تمام قدرت خدا انعمات الٰہی اور ساری کائنات پر دسترس حاصل کی جاسکتی ہے دشمن کسی بھی میدان سے، کسی بھی صورت میں حملہ کردے، ایک باتقویٰ قوم کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا، خداوند عالم نے بڑے سادہ الفاظ میں اس گفتگو کا ماحصل صرف ایک آیت میں بیان فرمایا ہے: ''وَلَا تَهِنُوا'' سستی نہ کرو، ''وَلَا تَحْزَنُوا'' غمگین مت ہو، ''وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ'' تم کو برتری حاصل ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر تم مومن ہو، دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا: ''ولا تهنوا و تدعوا الی السلم'' یعنی سستی نہ کرو اور نہ ہی دشمن کی سازشانہ دعوت کو قبول کرو۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد اگر جمہوری اسلامی پر ایک غائرانہ نظر ڈالی جائے تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ جن جن شعبہ ہائے حیات میں اقدار اسلامی کی حفاظت کی گئی ہے وہاں وہاں رشد و ترقی ہوئی ہے اور جن جن شعبوں میں اسلامی احکام و اقدار و اخلاق اسلامی سے چشم پوشی کی گئی ہے ان ان شعبوں میں پسماندگی آج بھی موجود ہے۔

دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی یہی صورت حال ہے۔ جہاں جہاں معنویت، انسانیت اور الٰہی اقدار سے منہ موڑ لیا گیا ہے وہاں وہاں دیکھا جاسکتا ہے کہ زندگی کس قدر دشوار ہے، کس قدر بدامنی اور بے چینی ہے، ایسے معاشروں میں قتل و غارت گری اور دہشت گردی زیادہ ہے، ہر چند یہ لوگ ان اجتماعی مشکلات و مسائل کے اسباب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کسی بھی طرح اصلی اور حقیقی علت اور سبب کو تلاش نہیں کرسکے ہیں، ایک ماں اپنے بچے کو قتل کردیتی ہے، فوراً ہی لوگوں کا وجدان تڑپ اٹھتا ہے، صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں کہ ایسی ماں کو سولی پر چڑھا دیا جائے، یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ ان کی بنیاد خراب ہو چکی ہے، ان معاشروں کی بدبختی یہ ہے کہ یہ خدا، معنویت اور اخلاق سے پشت پھیر کر فساد و قتل و غارت گری کے عادی ہو گئے ہیں۔

مادی اور مالی فساد کسی بھی قیمت پر خوشحالی کا ضامن نہیں بن سکتا، جس کی واضح مثال امریکہ ہے، ہر چند کہ امریکہ میں زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں ہمہ جہت ترقی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود امریکی عوام جن اخلاقی اور معنوی مشکلات کا شکار ہیں ان سے ساری دنیا واقف ہے، انہیں اخلاقی اور معنوی اقدار کی قلت کی بنا پر امریکہ موجودہ صورت حال سے دوچار ہے، وہ صورت حال کہ جس میں ایک ماں اپنی تسکین شہوت اور ذاتی مفاد کی خاطر اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کا قتل کردیتی ہے۔

بوسنیا اور ہرزیگووینا میں کیا نہیں ہوا؟ مغلوں کے انداز میں افواج ''سربریسٹیا'' میں گھس کر وحشیانہ انداز میں قتل و غارت گری کرتی رہیں اور نام نہاد متمدن اقوام و ملل کے کان پر جوں تک نہیں رینگی، اس پر ستم یہ کہ یہی لوگ حقوق بشر کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کیا ایک شہر میں ہزاروں معصوم مرد، عورت اور بچوں کا وحشیانہ قتل عام حقوق بشر کی خلاف ورزی نہیں ہے؟ جمہوری اسلامی اخلاق اور اسلامی احکام و شریعت کی محافظت کی بنا پر آج ساری دنیا میں ایک باعزت مقام حاصل کرسکا ہے، آج جب کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں، دنیا کے دوسرے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے سربراہان مملکت اور وزرائے اعظم سے اپنی غلامی کرانا اپنا پیدائشی حق سمجھتی ہیں، ایران ایک مستقل اور آزاد ملک کی حیثیت سے آزاد زندگی گذار رہا ہے، کسی کی اتنی مجال نہیں ہے کہ ایران سے غیر عادلانہ طور پر ایک حرف یا ایک کلمہ کو قبول کرالے، یہ سب فقط اور فقط اسلام اور اسلامی اخلاق و معنویات اور اسلامی احکامات اور شریعت کی برکتیں ہیں اور بس۔